اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ
وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَھْدَہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ

عورتوں کے حقوق کا درس:

''حقوقِ نسواں''کا عنوان اب کوئی اجنبی نہیں رہا۔دیگر عالمگیر مسائل کے ساتھ ساتھ اس نے بھی شہرت حاصل کررکھی ہے۔اقوام متحدہ ہو یا کسی ملک کی اسمبلی، کوئی عالمی اخبار ہو یا ملکی جریدہ، کوئی مذہبی رسالہ ہو یا ماہنامہ، کوئی سیاسی جماعت ہو یا مذہبی تنظیم بہر حال یہ مسئلہ رنگ ڈھنگ بدل کر لوگوں کی توجہ کا مرکز بنتا رہتا ہے۔بات اگر غیر مسلموں کی ہوتی تو کسی حد تک قابل برداشت تھی مگر اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے لئے مسلمان بھی کسی سے پیچھے نہیں حالانکہ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ عورتوں کے حقوق کو جس قدر اہمیت دینِ اسلام نے دی ہے،ان کے حقوق کی پاسداری کا جتنادرس اسلام نے دیا ہےاوراِس صنف نازک کو جو قوت، عزت اور عظمت اسلام نے بخشی ہے کسی دوسرے مذہب میں دور دور تک اس کی مثال نہیں ملتی۔

عورت کے چار روپ:

رشتوں کے لحاظ سے ایک ''عورت'' کے چار روپ ہوتے ہیں:(۱)ماں (۲)بہن(۳)بیٹی اور(۴) بیوی۔ اسلام نے عورت کو ہر روپ میں عزت و عظمت

سے نوازا ہے۔ **عورت اگر ماں کے روپ میں ہو** تو اسلام نے جنت اس کے قدموں میں رکھ دی یعنی ماں کو راضی رکھنا جنت میں داخلے کا سبب ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جنت ماؤں کے قدموں میں ہے۔ (جمع الجوامع، ج۴، ص۱۸۵، الحدیث: ۱۱۱۲۲)۔

عورت اگر بہن کے روپ میں ہو تو اسلام نے اس کی اچھی پرورش کرنے پر جنت کی نوید سنائی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی تین یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کی اچھی پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے۔ (سنن الترمذی، ج۳، ص۳۶۷، الحدیث: ۱۹۲۳)۔ **عورت اگر بیٹی کے روپ میں ہو** تو اسلام نے اس پر رحم کرنے اور ان کی کفالت کرنے پر جنت کی خوشخبری دی ہے۔ محسنِ انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو بیٹیوں پر رحم کرے اور ان کی کفالت کرے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔'' (مجمع الزوائد، ج۸، ص۲۸۷، الحدیث: ۱۳۴۹۱)۔

عورت اگر بیوی کے روپ میں ہو تو اسلام نے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کو بہترین اخلاق کا نام دیا اور اچھے اخلاق والے کے لئے جنت ہے۔ ارشادِ رسول ﷺ ہے کہ تم میں سے بہترین اخلاق والا وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آئے۔ (کنز العمال، ج۸، ص۱۵۵، الحدیث: ۴۴۹۳۳) اور جب بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: زیادہ تر لوگ کس شے کے سبب جنت میں داخل ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: ''حسنِ اخلاق کے سبب۔'' (مسند احمد، ج۱۳، ص۲۸۷، الحدیث: ۷۹۰۷)

بیٹی سے نفرت کفار کا طریقہ:

سبحان اللہ! دینِ اسلام نے عورت کو کس قدر عزت اور درجہ عطا فرمایا کہ وہ کسی بھی روپ میں ہو مرد کے لئے حصولِ جنت کا ذریعہ ہے۔ پھر یہ کہ وہ ہر حیثیت سے پہلے ایک بیٹی ہوتی ہے اور یہی بیٹی آگے چل کر بیوی اور ماں بنتی ہے۔ چونکہ عورت سب سے پہلے بیٹی ہوتی ہے اس لئے زیر نظر تحریر میں ہم بیٹی کی اہمیت و عظمت اور اس کی کفالت و پرورش کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ بیٹیوں کو دینِ اسلام میں "اللہ کی رحمت" قرار دیا گیا ہے۔ اسلام سے قبل بیٹی کی پیدائش کو باعثِ عار و شرمندگی تصور کیا جاتا تھا اور اس عار کو مٹانے کے لئے بعض لوگ (العیاذ باللہ تعالی) اپنی لختِ جگر کو اپنے ہی ہاتھوں سے زندہ دفنا دیتے تھے۔ قرآن کریم میں ایسے باپوں کی کیفیت کو یوں بیان کیا گیا ہے:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ (پ۱۴، النحل:۵۸-۵۹) ترجمہ: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منھ کالا رہتا ہے اور وہ غصّہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلّت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔ (کنزالایمان)

بعض نے تو اپنی کئی کئی بیٹیاں زندہ دفنائیں جیسا کہ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے قبولِ اسلام سے پہلے اپنی 8 بیٹیوں کو زندہ دفن کیا تھا اور قبولِ اسلام کے بعد بحکمِ رسالت کفارے کے طور پر 8 اونٹ صدقہ کئے۔(المعجم الکبیر، ج۱۸، ص۱۱۷، الحدیث:۸۶۳) مگر اس وحشت و بربریت کے دور میں بعض گنتی کے رحم دل انسان ایسے بھی تھے جو اپنا مال خرچ کر کے بچیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچاتے تھے جیسے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد زید بن نُفیل اور مشہور شاعر فرزدق کے دادا حضرت صعصعہ بن ناجیہ رضی اللہ عنہ یہ کارِ خیر کیا کرتے تھے۔ثانی الذکر نے تو 360 بچیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچایا تھا۔(روح المعانی، سورۃ التکویر، تحت الایۃ۹)

اللہ تعالی کی تقسیم پر اعتراض:

بیٹیوں کی پیدائش پر غم وغصہ اسی دورِ جاہلیت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ آج کے پڑھے لکھے معاشرے میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اس رسمِ بد کے امین نظر آتے ہیں، جو لڑکے کی پیدائش پر خوشی ومسرت کا اظہار کرنے کے لئے تو تمام ذرائع اختیار کرتے ہیں مگر لڑکی کی پیدائش پر ان کے سارے ارمان ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں اور وہ جوش وخروش نظر نہیں آتا جو لڑکے کی پیدائش پر ہوا کرتا ہے۔بعض بے حس لوگ نومولود بچی کی ماں کو قسم قسم کے طعنے دیتے ہیں حتی کہ طلاق تک کی دھمکی بھی دے دی جاتی ہے اور کبھی کبھار زیادہ بیٹیوں کی پیدائش پر طلاق جیسی ناپسندیدہ شے کو بلاوجہ شرعی عملی جامہ

بھی پہنا دیا جاتا ہے۔ایسے افراد کو سوچنا چاہیے کہ وہ کیا کر رہے ہیں ؟اپنے قول و فعل سے اللہ کی رحمت کو خود سے دور کر رہے ہیں۔ بجائے شکر ادا کرنے کے ناشکری کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر ناخوش ہیں ۔ گویا کہ اس کے کام پر اعتراض کر رہے ہیں۔ہاں !ہاں ! !ایسے افراد تقسیم باری تعالیٰ سے ناخوش ہیں کیونکہ کسی کو بیٹے دینا اور کسی کو بیٹیاں دینا یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے ،وہی بیٹے تقسیم فرماتا ہے اور وہی بیٹیاں ۔ جب حقیقت یہ ہے تو پھر بیٹی کے ملنے پر رنج و غم کا اظہار کرنا کونسی عقلمندی ہے ؟ایسے افراد کو یوں بھی غور کرنا چاہیے کہ کیا اس کی والدہ کبھی بیٹی نہ تھی اور اگر وہ نہ ہوتی تو کیا وہ یہ دنیا دیکھ پاتا۔اگر اس کی کوئی بہن ہے تو کیا وہ اس کے باپ کی بیٹی نہیں ہے ؟؟اور تو اور اس کی بیوی بھی تو پہلے ایک بیٹی ہی تھی اگر وہ نہ ہوتی تو کیا اس کے شادی کے سپنے شرمندہ تعبیر ہو سکتے تھے ؟؟

کس کے حق میں کیا بہتر ہے ؟

انسان ہزار علم و آگہی حاصل کر لے مگر یہ نہیں جان سکتا کہ اس کے حق میں کیا بہتر اور کیا بہتر نہیں ہے۔بیٹی یا بیٹا ملنے کا معاملہ بھی اس سے مختلف نہیں۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون بیٹی کے لائق ہے اور کون بیٹے کے قابل اور کس کے حق میں اولاد نہ ہونا ہی بہتر ہے جیسا کہ پارہ ۲۵،سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۴۹ میں ہے۔ جب حقیقت یہ ہے تو انسان کو احکم الحاکمین جل جلالہ کے فیصلے پر سرِ تسلیم خم کر دینا

چاہے اور بیٹا ہو یا بیٹی ہر حال میں شکر الٰہی بجالانا چاہیے اور بیٹی کی پیدائش پر ناپسندیدگی کا اظہار بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ-وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ-وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پ۲،البقرۃ:۲۱۶)ترجمہ:اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(کنزالایمان)

بیٹی،امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں:

عرب کا وہ معاشرہ جہاں بیٹی کو اپنے لئے باعثِ عار سمجھا جاتا تھا ایسے ماحول میں اِمام الانبیاء، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیٹی کو وہ عزت و شفقت عطا فرمائی جس کا کوئی مذہب تصور بھی نہیں کر سکتا۔اسی سماج میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سرِعام یہ اعلان فرمایا کہ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي یعنی فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے تو جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھ ناراض کیا۔(صحیح البخاری،ج،ص،الحدیث:۳۷۶۷)۔یہ جملہ ایک طرف حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت و عظمت کو بیان کر رہا تھا تو دوسری طرف بیٹیوں سے نفرت کرنے والے جاہل کفار کے سامنے کلمہ جہاد بھی تھا۔ ایک بار اظہار شفقت کرتے ہوئے فرمایا:لاتکرھوا البنات، فانی ابوالبنات ،وانھن الغالیات المونسات المجھزات ترجمہ: بیٹیوں کو ناپسند مت کرو کیونکہ میں بھی

بیٹیوں والا ہوں اور بے شک یہ بیٹیاں تو بہت محبت کرنے والیاں ، غمگسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں ۔(مسند الفردوس ،ج۲،ص۴۱۵،الحدیث:۷۵۵۶)اور ایک موقع پر سراپا رحمت ورافت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی ایک بچی ہو اور وہ اسے زندہ دفنائے نہ اسے حقیر جانے اور نہ ہی اس پر اپنے بیٹے کو ترجیح دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (سنن ابو داؤد ، ج ۴ ، ص ۴۳۵ ،الحدیث:۵۱۴۶) یاد رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیٹیوں پر صرف زبانی شفقت کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ بنفس نفیس بیٹیوں پر شفقت وہمدردی کرکے بھی دکھائی ہے ۔پہلے آپ بیٹی کے سراپا رحمت وبرکت اور باعثِ دخول جنت ہونے پر درج ذیل ارشاداتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ملاحظہ کیجئے پھر ہم بیٹیوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسنِ سلوک کو بیان کریں گے۔

بیٹیوں کی فضیلت

بیٹی کی پیدائش پر فرشتوں کی آمد:

پہلی حدیث: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کے گھر بیٹی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھر فرشتوں کو بھیجتا ہے جو کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ پھر فرشتے نومولود بچی پر اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں کہ یہ ایک کمزور جان ہے جو ایک کمزور (عورت) سے پیدا ہوئی ہے۔پس جس نے

اس کمزور جان (بیٹی) کی پرورش کی ذمہ داری لی تا قیامت اللہ تعالٰی کی مدد اس کے ساتھ رہے گی۔ (مجمع الزوائد، ج۸، ص۲۸۵، الحدیث: ۱۳۴۸۴)

غور فرمایئے کہ بیٹی پیدا ہوتے ہی گھر پر اللہ تعالٰی کا خاص فضل ہوتا ہے کہ اس گھر میں فرشتوں کی آمد ہوتی ہے اور اس نوری مخلوق کی تشریف آوری بجائے خود ایک رحمت ہے اور فرشتے اس گھر والوں کو سلام کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر سات فرشتوں نے سلام کیا تھا تو ان پر نمرود کی جلائی ہوئی آگ سلامتی کا باغ بن گئی (شرح صحیح مسلم، ج۳، ص۲۱۷) رب تعالٰی سے امید ہے کہ بیٹی کی پیدائش والے گھر کے مکینوں پر بھی فرشتوں کے سلام کی بدولت نارِ دوزخ سلامتی بن جائے گی۔ بیٹی کتنی خوش بخت وسعادت مند ہوتی ہے کہ معصوم فرشتے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور وہ شخص اس سے بھی بڑھ کر خوش نصیب ہے جو اس کی پرورش کی ذمہ داری اٹھاتا ہے کہ مدد ونصرت کے مالک جل جلالہ کی مدد ہر گھڑی اس کے شامل حال رہتی ہے۔

بیٹے کو بیٹی پر فضیلت نہ دو:

دوسری حدیث: رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو بیٹی عطا کی جائے اور وہ اسے تکلیف پہنچائے نہ اسے برا جانے اور نہ ہی بیٹے کو اس پر فضیلت دے تو اللہ تعالٰی اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (المستدرک، ج۵، ص۲۴۸، الحدیث: ۷۴۲۸)

بیٹوں کے طلب گارو! دیکھو! بیٹیاں اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت ہیں کہ اپنے والدین کے اچھے سلوک کی بدولت انہیں جنت جیسی اعلیٰ ترین نعمت سے سرفراز کرتی ہیں۔ مگر شرط یہی ہے کہ اس رحمت الٰہی کی قدر پہچانتے ہوئے اسے برا سمجھنے اور اذیت دینے سے اجتناب کیا جائے اور جس طرح بیٹوں کی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح ان بیٹیوں کی بھی ہر جائز خوشی کو پورا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ امین

بیٹیوں کی اچھی پرورش کا انعام:

تیسری حدیث: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کا خیال رکھے، انہیں اچھی رہائش دے اور ان کی پرورش کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ عرض کی گئی: اگر دو بیٹیاں ہوں تو؟ ارشاد فرمایا: اگر دو ہوں تب بھی (یہی فضیلت ہے)۔ دوبارہ عرض کی گئی: اگر ایک ہو تو؟ ارشاد فرمایا: اگر ایک ہو تب بھی۔ (المعجم الاوسط، ج۴، ص۳۴۷، الحدیث: ۶۱۹۹) ایک روایت یوں بھی ہے: جس نے اپنی دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو رشتہ دار بچیوں پر صبر کے ساتھ خرچ کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی فرمادے تو وہ بچیاں اس کے لئے آگ سے حجاب (رکاوٹ) بن جائیں گی۔ (مسند احمد، ج۱۰، ص ۱۷۹، الحدیث: ۲۶۵۷۸) جبکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس نے بیٹیوں کی پرورش کے سبب پہنچنے والی سختی اور تنگ
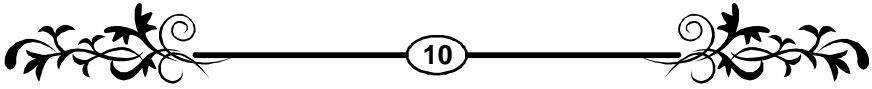
دستی پر صبر کیا باری تعالیٰ اسے ان بچیوں پر شفقت کے طفیل جنت میں داخل فرمائے گا۔(مسند احمد، ج۳، ص ۲۳۴،الحدیث ۸۴۳۳)اور ایک روایت میں ہے کہ جس مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی شادی ہو جانے یا فوت ہو جانے تک ان پر خرچ کرتا رہے تو وہ اس کے لئے جہنم سے پردہ ہو جائیں گی۔(المعجم الکبیر،ج۱۸، ص۵۶،الحدیث:۱۰۲)

والدین اور سرپرستوں کے لئے ان پیاری پیاری حدیثوں میں سبق ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو اچھا کھلائیں ، عمدہ پہنائیں، آرام دہ بستر پر سلائیں، اچھی تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں اور نیک و اچھا رشتہ تلاش کر کے ان کی شادی کریں الغرض ہر طرح سے ان کا خیال رکھیں اور ان پر حتی المقدور خرچ کرنے سے نہ گھبرائیں کہ یہ تو ان کو جہنم کی اُس آگ سے بچائیں گی جس کا ایندھن آدمی و پتھر ہیں۔اللھم اجرنا من النار۔امین۔ بیٹیوں کی پرورش میں کوشاں رہنے والے کے لئے نہ صرف جہنم سے آزادی کی نوید اور دخولِ جنت کا مژدہ ہے بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ایسے مجاہد جیسا اجر و ثواب عطا ہو گا جو دن روزے میں اور رات عبادت میں گزارتا ہے۔

(کذافی مجمع الزوائد، ج۸، ص۲۸۸،الحدیث:۱۳۴۹۳)

بیٹیاں آزمائش ہیں مگر۔۔۔!

چوتھی حدیث: حضرتِ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ کچھ مانگنے کے لئے آئی۔اس وقت ان کے پاس صرف ایک
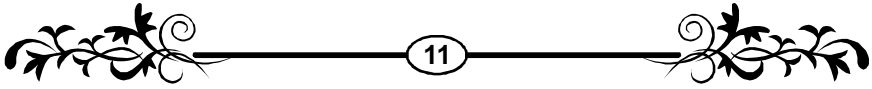
کھجور تھی تو انہوں اُسے وہی ایک کھجور دے دی۔ عورت نے کھجور کے دو حصے کر کے اپنی بچیوں میں بانٹ دیئے اور خود اس میں سے کچھ نہ کھایا۔اُمُّ المومنین نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سنایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: جس کی بچیوں کے سبب آزمائش کی گئی اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ بچیاں اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ ہو جائیں گی۔(صحیح مسلم، ص ۱۴۱۴،الحدیث:۲۶۲۹)اور ایک روایت میں ہے کہ یہ ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالٰی نے ان دو بچیوں کی وجہ سے اس عورت پر جنت واجب کر دی۔

(المرجع السابق،ص ۱۴۱۵،الحدیث:۲۶۳۰)

اگرچہ اولاد کو قرآن کریم نے مطلقاً آزمائش قرار دیا ہے: اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (پ۹،الانفال:۲۸)ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے۔(کنزالایمان) مگر اس حدیث شریف میں بیٹیوں کو جدا طور پر آزمائش فرمایا گیا ہے، اکثر لوگ اس سے گھبرا جاتے ہیں حالانکہ اس پر صبر کرنا چاہیے کیونکہ بے صبری سے اجر بھی جاتا رہتا ہے۔یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہوں گی کہ وہ دوزخ میں جائے گا ہی نہیں یا اگر گیا تو وہاں دوزخ کی آگ اس تک نہ پہنچ سکے گی کیونکہ یہ بیٹیاں پردہ بن کر اسے محفوظ رکھیں گی مگر شرط یہی ہے کہ ان کی پیدائش پر گھبرائے نہیں اور ان سے اچھا سلوک کرے۔اس اجر کی وجہ یہ ہے کہ لڑکوں سے لوگوں کو بہت امیدیں وابستہ ہوتی ہیں کہ جوان ہو کر ہماری خدمت کریں گے جبکہ لڑکیوں پر خرچ ہی کرنا ہوتا ہے

اور وہ بھی بغیر کسی امید کے، مگر دیکھا گیا ہے کہ آج کل بمقابلہ لڑکوں کے لڑکیاں ماں باپ کی خدمت بھی زیادہ کرتی ہیں اور ان کے انتقال کے بعد دعائے مغفرت وایصالِ ثواب کا اہتمام زیادہ تر لڑکیاں ہی کرتی ہیں۔ کوئی خوش نصیب ہی لڑکوں سے آرام پاتا ہے اور اکثر لڑکے والدین کے سینے پر بدنامی اور بربادی کے تمغے سجاتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح، ج۷، ص۷۷۹، بتصرف یسیر)

بیٹیوں والا قربِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں:

پانچویں حدیث: ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیاں ملا کر ارشاد فرمایا: جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو میں اور وہ شخص بروزِ قیامت اس طرح آئیں گے۔ (صحیح مسلم، ص۱۴۱۵، الحدیث: ۲۶۳۱) اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ جس نے دو بچیوں کی پرورش کی تو میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ (سنن الترمذی، ج۳، ص۳۶۷، الحدیث: ۱۹۲۱) جبکہ ایک تیسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جس نے دو یا تین بچیوں کی شادی ہو جانے یا فوت ہو جانے تک پرورش کی تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح داخل ہوں گے۔ (الترغیب والترھیب، ج۳، ص۴۵، الحدیث: ۲۴)

قیامت کا ہوشربا دن جس کی دہشت و سختی اس قدر ہو گی کہ ہر ایک نفسی نفسی پکارتا ہو گا۔ ایسے دل ہلا دینے والے ماحول میں اہلِ محشر جس ہستی کو تلاش کر رہے ہوں

گے اور گنہگار جن کے دامنِ امن میں پناہ لینے کے لئے بے تاب ہوں گے اور ساری خلقت جن کی ایک جھلک دیکھنے کو بے چین ہو گی اس وقت بیٹیوں کی پرورش کرنے والا فیروز بخت مسلمان اس مطلوب و مقصود محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اتنا قریب ہو گا جیسے شہادت کی انگلی درمیان والی انگلی کے قریب ہوتی ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیٹیوں کی اچھی پرورش کرنے والے کو اپنے ساتھ جنت میں لے کر جائیں گے۔

نصیبے کی اس ارجمندی پر کروڑوں فیروز بختیاں قربان

بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک:

چھٹی حدیث: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کی اچھی پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ تعالٰی سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے۔(سنن الترمذی، ج ٣، ص ٣٦٧، الحدیث: ١٩٢٣)اور دوسری روایت میں یہ بھی ہے: اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان سے حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے تو اس کے لئے جنت ہے۔(المرجع السابق، ص ٣٦٦، الحدیث: ١٩١٩)

تیسری اور اس حدیث پاک میں بیٹیوں کے ساتھ بہنوں اور رشتہ دار بچیوں کا بھی ذکر ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ والد کے انتقال کے بعد بہنوں کی ساری ذمہ داری بھائی کے کندھوں پر آپڑتی ہے اور خوش نصیب و سعادت مند بھائی اس ذمہ داری کو انتہائی خوش اسلوبی سے نبھاتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ

اُحد کی رات میرے والد نے مجھے بلا کر کہا: میرا خیال ہے کہ کل پہلا شہید میں ہوں گا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ تم سے زیادہ پیارا کسی کو چھوڑ کر نہیں جارہا۔ مجھ پر قرض ہے تم اسے ادا کر دینا اور **تم اپنی بہنوں کے لئے میری طرف سے خیر و بھلائی کی وصیت قبول کرو۔** (مشکوۃ المصابیح، ج۳، ص۳۱۵، الحدیث: ۵۹۴۵) حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس کے تحت فرماتے ہیں: یعنی تم اکیلے میرے بیٹے ہو اور میری نو بیٹیاں ہیں، تم ہی ان کے منتظم ہو لہٰذا ان سے اچھا برتاؤ کرنا۔ (مراۃ المناجیح، ج۸، ص۲۰۷ ملخصا)

پھر یہ کہ اپنی بیٹیوں یا بہنوں کے ساتھ ساتھ اپنے خاندان کی بے سہارا بچیوں کی پرورش میں بھی حصہ لینا چاہیے کہ اس میں دُگنا ثواب ہے، ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ بعض صاحبِ ثروت اور سیٹھ لوگوں نیز چھوٹے بڑے فلاحی ادارے چلانے والوں کو دیکھا گیا ہے کہ دوسرے لوگوں کی تو خوب خدمت کرتے ہیں مگر اپنے غریب رشتے داروں بالخصوص ان کی نادار و یتیم بچیوں کی پرورش و سرپرستی پر جان بوجھ کر یا عدمِ توجہ کے باعث دھیان نہیں دیتے۔ **کہیں ایسا تو نہیں دوسروں کی خدمت میں دکھاوے اور واہ واہ کی تمنا اپنوں کی خدمت سے محروم رکھتی ہو؟** (نعوذ باللہ من ذالك) اگر ایسا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بُری نیت سے چھٹکارا اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص کی دولت نصیب فرمائے۔ امین۔ اگر کوئی شخص اکیلا کسی رشتہ دار بچی کی سرپرستی کرنے پر قادر نہ ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چند عزیز و اقارب مل کر یہ عظیم نیکی باآسانی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ امین

بیٹیوں پر امام الانبیاء ﷺ کی شفقت

اب یہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ بیٹیوں پر خود ہمارے کریم آقا ﷺ کی شفقت وعنایت کیسی تھی اور آپ ﷺ نے عملی طور پر بیٹیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ فرمایا۔ چنانچہ،

پہلی روایت: جنگ بدر کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی سب سے بڑی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مکے سے مدینے بلا لیا تو بوقتِ ہجرت کفار نے انہیں راستے میں روک لیا۔ ایک ظالم نے نیزہ مار کر انہیں اونٹ سے نیچے گرا دیا جس کے سبب ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ رحمت عالم ﷺ کو اس کا بے حد صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنی اس بیٹی کے متعلق فرمایا: هِيَ اَفْضَلُ بَنَاتِيْ اُصِيْبَتْ فِيَّ ترجمہ: یہ میری بیٹیوں میں (اس لحاظ سے) سب سے افضل ہے کہ اس نے میری وجہ سے مصیبت اٹھائی۔ سن آٹھ ہجری میں جب ان کا انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھا کر خود اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔ (شرح الزرقانی، ج۴، ص۳۱۸)

دوسری روایت: خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتیں تو حضور نبی مکرم ﷺ اپنی لاڈلی بیٹی کا استقبال کھڑے ہو کر کرتے، ان کی طرف متوجہ ہو جاتے، ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے بوسہ دیتے اور انہیں اپنی مَسْنَد (بیٹھنے کی جگہ) پر بٹھاتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے ہاں حضور نبی مکرم ﷺ کی تشریف آوری پر ایسا ہی کیا کرتی تھیں۔ (سنن ابی داود، ج۴ص۴۵۴، الحدیث: ۵۲۱۷)

تیسری روایت: نجاشی بادشاہ نے بارگاہِ رسالت میں کچھ زیورات تحفے کے طور پر بھیجے جن میں حبشی نگینے والی ایک انگوٹھی بھی تھی۔ بیٹیوں پر شفیق ومہربان کریم آقا ﷺ نے اس انگوٹھی کو مس کیا اور اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر اس سے ارشاد فرمایا: اے چھوٹی بچی! یہ انگوٹھی تم پہن لو۔ (سنن ابی داود، ج۴، ص۱۲۵، الحدیث: ۴۲۳۵)

چوتھی روایت: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے اپنی ننھی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ پھر آپ ﷺ نماز پڑھانے لگے تو رکوع میں جاتے وقت انہیں اتار دیتے اور کھڑے ہوتے وقت انہیں دوبارہ اٹھا لیتے۔ (صحیح البخاری، ج۴، ص۱۰۰، الحدیث: ۵۹۹۶)

غور کیجئے کہ بیٹیوں کے ساتھ بعد از خدا بزرگ اور سیدُ الاِنس والجان ﷺ کا رویہ اور حسنِ سلوک کیسا مثالی تھا۔ آپ ﷺ نے قیامت تک کے انسان کو اپنے عمل وکردار سے بتایا کہ بیٹیاں باعثِ رنج وغم نہیں بلکہ باعث اُنس ودافعِ اَلم ہیں، یہ باعثِ عار نہیں بلکہ حجاب مِنَ النار ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمت ہیں جن کے ساتھ حسنِ سلوک باری تعالیٰ کی عظیم نعمت ''جنت'' تک پہنچا دیتا ہے۔

یہی تعلق ہے ''**بیٹی**'' اور ''**جنت**'' کا۔

از قلم: محمد آصف اقبال (ایم اے) کراچی پاکستان

Email:asifraza2526@gmail.com